بسم اللہ الرحمن الرحیم

**كتاب الوعظ والتذكير**

سلسلہ اِشاعت: (۵۱)

# علمی رسوخ کی ضرورت

خطاب:


حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری

اُستاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند

جمع وضبط:

(مفتی) عبدالرحمٰن قاسمی بنگلوری

مدرسہ دارالتوحید بنگلور



ناشر

**المركز العلمي للنشر والتحقيق**

لال باغ مرادآباد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ. [الذّٰریٰت: ۵۵]
(اور مسلسل نصیحت فرماتے رہیے؛ کیوں کہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے)

# کتاب الوعظ والتذکیر

سلسلہ اِشاعت: (۵۱)

- موضوعِ خطاب : علمی رسوخ کی ضرورت
- خطاب : حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری
- مقام : دارالعلوم لوناواڑا گجرات
- تاریخ : ۱۸؍صفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶؍ستمبر ۲۰۲۲ء بروز جمعہ
- دورانیہ : ۲۵؍منٹ تقریباً
- جمع وضبط : (مفتی) عبدالرحمٰن قاسمی بنگلوری

آڈیو بیانات سننے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ ملاحظہ کریں:

**www.attablig.com/MUFTI-SALMAN**

(مولوی محمد جنید پٹیل، جامعہ حقانیہ کٹھور، گجرات)

الحمد للّٰه نحمدهٗ ونستعينهٗ ونستغفرهٗ ونؤمن بهٖ ونتوكّل عليه، ونعوذ باللّٰه من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده اللّٰه فلا مضل لهٗ، ومن يضلل فلا هادي لهٗ، ونشهد أن لا إلٰه إلا اللّٰه وحده لا شريک لهٗ، ونشهد أن سيدنا وحبيبنا وسندنا وشفيعنا وإمامنا ومولانا محمدًا عبده ورسوله، صلى اللّٰه تبارک وتعالىٰ عليه وعلىٰ آلهٖ وأصحابهٖ وذرياتهٖ وبارک وسلّم تسليمًا كثيرًا كثيرًا، أما بعد.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ، كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ [آل عمران، جزء آیت: ۷]

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ.

معزز علماءِ کرام، طلبہ عزیز! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اُس نے ہمیں لاکھوں، کروڑوں لوگوں میں سے دنیا کے سب سے بہترین مشغلے میں لگنے کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

حضرت اِمام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ اگر نیت درست ہو تو روئے زمین پر سب سے بہترین مشغلہ علم حدیث یعنی علم دین کی طلب میں مشغول ہونا ہے۔

تو آپ سے پوچھا گیا کہ نیت صحیح اور سچی ہونے سے کیا مراد ہے؟

تو حضرتؒ نے فرمایا کہ: ’’يُرِيْدُ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْفَوْزَ فِي الْآخِرَةِ‘‘. (حلية الأولياء ٣٦٦/٦، من أخبار السلف الصالح ص: ٢٢) (یعنی اِس مشغلہ میں لگنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور آخرت میں کامیابی ہونا چاہئے)

اور علم دین کی طلب سے مراد صرف اِصطلاحی طالب علم ہی نہیں؛ بلکہ حضراتِ اَساتذہ کرام بھی اِس میں داخل ہیں؛ کیوں کہ علم کی طلب پوری طرح بغیر تدریس کے حاصل نہیں ہوسکتی۔

البتہ طالبِ علم کی طلب کا معیار الگ ہے اور اُستاذ کی طلب کا معیار الگ ہے۔

یعنی طالبِ علم اِس لئے طلب کرتا ہے کہ اتنی کتاب سمجھ لے، یا یاد کرلے کہ امتحان میں پریشانی نہ ہو؛ لیکن اُستاذ جب طلب کرتا ہے اور مطالعہ کرتا ہے، تو اُس کا معیار یہ ہوتا ہے کہ وہ خود بھی اچھی طرح سمجھ لے، اور دوسروں کو بھی سمجھا دے۔ تو ظاہر ہے کہ طلب کا یہ معیار عام طالب علم کی طلب سے اُونچا ہے؛ اگرچہ فی الجملہ طلب دونوں میں پائی جاتی ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے ہمیں سب سے بہترین مشغلے میں لگا رکھا ہے، جس پر اُٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کی شکرگذاری لازم ہے۔

## تعلیم وتعلم؛ بقائے دین کا سبب

اور ہمیں یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہئے کہ بظاہرِ اَسباب اللہ رب العالمین نے دنیا میں دین کی بقا کے لئے اِسی تعلیم وتعلم کو سبب کے درجہ میں رکھ دیا ہے۔

ویسے تو اللہ تعالیٰ کا دین ہے، وہ جیسے چاہے، اور جب تک چاہے، اور جس طرح چاہے اُسے باقی رکھے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

لیکن دنیا چوں کہ دار الاسباب ہے؛ اِس لئے اُس نے درس وتدریس اور تعلیم وتعلم کو دین

کی بقا کا بڑا سبب بنا دیا ہے۔

پس موجودہ دَور میں پوری دنیا میں مدارس ومکاتب کا یہ سلسلہ دین کے لئے ''شہِ رگ'' کی حیثیت رکھتا ہے، اگر یہ سلسلہ باقی رہے گا تو دین پھلے اور پھولے گا، اور اگلی نسلوں تک منتقل ہوگا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

اور اگر اُس میں خدانخواستہ خلل آیا تو دین کے اندر خلل آجائے گا۔

اِس لئے ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اِس تسلسل کو باقی رکھیں اور ہماری کوتاہیوں کی وجہ سے اس میں جو رکاوٹیں پیش آرہی ہیں اُنہیں دُور فرمادیں، آمین۔

## محض علم کافی نہیں

حضراتِ گرامی! لیکن یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ محض علم برائے علم کوئی چیز نہیں ہے؛ بلکہ علم کے تقاضوں پر جب تک عمل نہ ہو تو علم مفید نہیں ہوسکتا؛ چناں چہ بہت سے غیر مسلموں کو بھی شریعت کا علم حاصل ہے، مگر وہ اُن کے لئے ذریعہ نجات نہیں۔

آپ نے سنا یا دیکھا ہوگا کہ اطرافِ حدیث پر ایک بڑی کارآمد کتاب ہے، جس کا نام: ''**المعجم المفهرس لألفاظ الحديث النبوي الشريف**'' ہے، جو ۶ ضخیم جلدوں میں شائع شدہ ہے۔ اگر آپ کو کسی حدیث کا کوئی لفظ بھی یاد ہے تو اِس کتاب میں تلاش کرنے سے پوری حدیث کا متن اور حوالہ دستیاب ہوجائے گا۔

ظاہر ہے کہ یہ کتنا بڑا محنت اور مشقت کا کام ہے اور کتنا علم اُس کے لئے چاہیے؛ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اِس کتاب کے مرتب کرنے والے سبھی یہودی مستشرق ہیں، جو مسلمان نہیں ہیں؛ لیکن اتنی عظیم خدمت کے باوجود اِیمان کے بغیر یہ عمل اُن کے لئے نجات کا سبب نہیں بن سکتا۔

خود سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں بہت سے یہودی علماء اور اَحبار تھے، وہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا علم رکھتے تھے۔ قرآن کہتا ہے کہ اِن اہل کتاب کو پیغمبر

علیہ السلام کی سچائی کا ایسے یقین تھا جیسے باپ کو اپنے سگے بیٹوں کے بارے میں یقین ہوتا ہے؛ لیکن اِس کے باوجود اُنہیں آخرت میں نجات نہیں ملے گی؛ کیوں کہ وہ ایمان کی دولت سے محروم رہے؛ اِس لئے محض علم کوئی چیز نہیں ہے، اُس کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے۔

## علم صحیح اور صحبتِ صالح

محدثِ کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جون پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہم نے کئی مرتبہ سنا، حضرت فرماتے تھے کہ: ''دو چیزیں ہدایت پر قائم رہنے کے لئے ضروری ہیں: (۱) علمِ صحیح (۲) صحبتِ صالح''۔ یعنی علم بھی صحیح ہونا چاہئے اور ساتھ میں صلحاء کی صحبت بھی ملنی چاہئے، تبھی آدمی پر دینی رنگ چڑھتا ہے، ورنہ کہیں نہ کہیں کمی رہ جاتی ہے۔

ہمارے اکابر رحمہم اللہ نے جو مدارس کا سلسلہ قائم فرمایا اُن کے پیشِ نظر بھی یہی دو باتیں تھیں کہ اُمت میں علمِ صحیح رائج ہو اور صلحاء کی صحبت نصیب ہو؛ اِسی لئے ہمارے مدارس میں صرف علم پڑھایا ہی نہیں جاتا؛ بلکہ ساتھ میں طلبہ کو دینی تربیت دینے کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے تعارف میں یہ بات لکھی ہے کہ دارالعلوم دیوبند اور اُس سے ملحقہ مدارس میں طلبہ کو براہِ راست یعنی آف لائن تعلیم دی جاتی ہے، آن لائن فاصلاتی تعلیم نہیں دی جاتی، یعنی طلبہ کو داخل کر کے اور ہوسٹل میں رکھ کر تعلیم وتدریس کا نظم کیا جاتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ فاصلاتی تعلیم کے ذریعہ دور رہ کر بھی طلبہ کو پڑھایا جائے اور سند دی جائے؛ اِس لئے کہ آن لائن تعلیم تو ہوسکتی ہے؛ لیکن تربیت نہیں ہوسکتی۔

گویا کہ اگر نفسِ علم مقصود ہو تو آن لائن میں بھی کچھ حرج نہیں ہے، جیسے کہ دیگر عصری علوم پڑھائے جاتے ہیں؛ کیوں کہ وہاں اصل مقصد صرف جانکاری حاصل کرنا ہے، وہ کہیں بھی رہ کر کسی بھی حالت میں ہوسکتی ہے۔

لیکن علمِ صحیح کے لئے ساتھ میں تربیت ضروری ہے، وہ جبھی ہوگی جب کہ اُستاد اور منتظمین کے سامنے طلبہ رہیں گے، پھر اُن کی باقاعدہ نگرانی اور تربیت کی جائے گی، مثلاً نماز باجماعت کی

پابندی کرائی جائے گی، اور اِدھر اُدھر کے فضول مشاغل سے بچنے پر نگرانی کی جائے گی؛ تاکہ یہاں کے ماحول سے جب طالب علم نکل کر باہر جائے تو وہ پوری اُمت کے لئے نمونہ بنے اور اُمت کی ہدایت کا ذریعہ بنے۔

یہی فرق ہے ہمارے سلسلہ کے مدارس اور عالمِ عرب اور دیگر ممالک کے دینی اِداروں کے درمیان، کہ یہاں تربیت پر زور دیا جاتا ہے، اور وہاں تربیت کا فقدان ہے، اِلا ماشاء اللہ۔

عالمِ عرب کے اِداروں میں عمومی طور پر نہ تو صلحاء والے لباس کی قید ہے، اور نہ حسن معاشرت کی شرط ہے، وہاں تو بس پڑھنا مقصود ہے کہ گھنٹے میں آجائیں اور پڑھ کر چلے جائیں، پھر سب آزاد ہیں۔

لیکن الحمد للہ! ہمارے مدارس کا یہ ماحول نہیں ہے؛ بلکہ یہاں علم بھی ہے اور ساتھ میں عملی مشق بھی ہے۔

## رسوخ فی العلم

جب علم وعمل دونوں جمع ہوتے ہیں تو ایسے عالم کو ''راسخ فی العلم'' اور ایسے علم کو ''رُسوخ فی العلم'' کہتے ہیں، جن کی خود اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے۔ اِرشادِ خداوندی ہے: ﴿وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ، کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا، وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ کہ جہاں متشابہ آیات میں کج فکر لوگ تفسیر بالرائے کرتے ہیں، اور علم کے بغیر خواہ مخواہ اُن کو موضوعِ بحث بناتے ہیں، تو ایسے موقع پر وہ لوگ جن کو علمی رُسوخ عطا ہوا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تواضع اور عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے کمالِ اِیمان کے ساتھ بلاچون وچرا یہ کہتے ہیں کہ ہم بلاتفصیل ہر طرح کی آیات پر بغیر کسی شک وشبہ کے اِیمان لاتے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے، اور نصیحت تو عقل والے ہی حاصل کرتے ہیں۔

تو ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہمارا شمار بھی اِنہیں راسخین فی العلم میں ہو۔

اَب سوال یہ ہے کہ ''رُسوخ فی العلم'' کا مطلب کیا ہے؟ اور اُس کے مصداق کون لوگ

ہیں؟ تو مفسرین نے لکھا ہے کہ: جس شخص کے اندر چار باتیں جمع ہو جائیں وہ آدمی ''راسخ فی العلم'' کہلائے گا۔

(۱) ''اَلتَّقْوىٰ فِيمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ'' یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُس کا معاملہ تقویٰ اور پرہیز گاری کا ہو، تب آدمی راسخ فی العلم کہلائے گا، یعنی عبادات کو بجالائے، معاصی سے بچے، اِسی کا نام تقویٰ ہے۔

(۲) ''اَلتَّوَاضُعُ فِيمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ'' یعنی لوگوں کے ساتھ اُس کا معاملہ نرمی اور تواضع کا ہو، کبر وغرور نہ ہو، اپنی دھونس لوگوں پر نہ جمائے، اپنے کو لوگوں سے برتر نہ سمجھے، اپنے منہ میاں مٹھو نہ بنے اور اپنی بڑائی کا خنّاس دل میں نہ بٹھائے؛ بلکہ اپنی حقیقت، اپنے آغاز اور انجام کو جانے، تب آدمی راسخ فی العلم کہلائے گا۔

(۳) ''اَلزُّهْدُ فِيمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الدُّنْيَا'' یعنی دنیا کے ساتھ اُس کا معاملہ بے رغبتی کا ہو، ایسا نہ ہو کہ ہر وقت ۹۹ کے چکر میں لگا رہے، خواب سجائے رہے کہ مجھے دنیا کی یہ چیز مل جائے، وہ چیز مل جائے، بس اُسی کو مقصود بنالے، جو آدمی اِس طرح دنیا سے بے رغبت رہے گا، اور دنیا کو دل میں نہیں بسائے گا، وہی راسخ فی العلم ہوسکتا ہے۔

حضرتِ اقدس مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری نور اللہ مرقدہٗ بار بار نصیحت فرماتے تھے کہ: روپئے پیسے کے غلام مت بنو، پھر حدیث پڑھتے تھے: ''تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ''.

(صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير / باب الحراسة في الغزو في سبيل الله ٤٠٤/١ رقم: ٢٨٨٦)

یعنی جس کے پیشِ نظر بس روپیہ ہی روپیہ ہو جائے اُس کی خاطر ایمان کو بھی برباد کردے، اعمال کو بھی برباد کرے، ایسا آدمی محروم القسمت ہے۔

زہد کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی دنیا سے بالکل الگ تھلگ ہو جائے، پہاڑوں میں چلا جائے، غاروں میں چلا جائے، ہرگز نہیں؛ بلکہ زہد کا مطلب یہ ہے کہ اِنسان دل میں دنیا نہ بسائے اور شریعت کی حدود سے تجاوز نہ کرے، اِس اعتبار سے بڑا سرمایہ دار بھی زاہد ہوسکتا ہے۔ اور اگر دنیا دل میں بسی ہوئی ہو تو دیکھنے میں جو فقیر ہے وہ بھی زاہد نہیں ہے، زہد کا تعلق اصل میں دل کی کیفیت سے ہے۔

(۴) "اَلْمُجَاهَدَةُ فِیْمَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ نَفْسِهٖ" یعنی اس کا اپنے ساتھ معاملہ محنت اور قربانی کا ہو، خاص طور پر طلبۂ عزیز اِس طالبِ علمی کے زمانہ کو محنت اور قربانی میں گذاریں۔ (حاشیۃ الجمل شرح تفسیر جلالین ۱/۱۴۳ صح المطابع ممبئی)

حضرتِ امامِ مسلم رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے حدیث کی نہایت مرتب کتاب تالیف فرمائی اور یہاں تک احتیاط کی ہے کہ اُس میں اپنی طرف سے عنوان بھی نہیں لگائے؛ لیکن اَوقاتِ صلوٰۃ کے باب میں سند کے ساتھ اپنے اُستاد یحییٰ بن کثیرؒ کا یہ مقولہ نقل کیا کہ: "لَا یُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجِسْمِ". (صحیح مسلم رقم: ٦١٢) یعنی جو آدمی علم سیکھنا چاہے اور جسم کے آرام میں لگا رہے، کب سوؤں؟ کب جاگوں؟ کب اُٹھوں؟ کب بیٹھوں؟ کیا پہنوں؟ کیا کھاؤں؟ اِسی میں لگا رہے، اُسے سب کچھ آجائے گا؛ مگر علم نہیں آئے گا۔ علم جب آتا ہے جب آدمی اِن چیزوں کو بھول کر علم کی تحصیل میں لگا رہتا ہے۔

حضراتِ اساتذہ جانتے ہیں کہ طالبِ علمی کے زمانہ میں جو پڑھ لیا جاتا ہے زندگی بھر کام آتا ہے، بعد کا مطالعہ اِتنا کام نہیں آتا جتنا طالبِ علمی کے زمانہ کا مطالعہ کام آتا ہے۔ آج اگر اُستاد کی تقریر نوٹ کر لی جائے اور پھر بعد میں وہ کتاب پڑھانے کا موقع ملے تو بڑی بڑی شروحات سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا جتنا استاد کی کاپی سے فائدہ ہوتا ہے۔

## بہترین موقع

تو بہر حال یہ موقع ہے، اِس سے زیادہ بہتر موقع ہمیں زندگی میں نہیں ملے گا، یہ سنہرا موقع ہے، بے فکری والی زندگی ہے، سر پر کوئی بوجھ نہیں ہے، پڑھنا ہے، پڑھنا ہے، صرف پڑھنا ہے اور کوئی ٹینشن نہیں ہے، اِس موقع کو ضائع نہیں کرنا ہے، جو اِس کو جتنا کارآمد بنالے گا اُتنا ہی وہ کارآمد بن جائے گا اپنے لئے بھی اور اُمت کے لئے بھی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائیں، اِس ادارہ میں بھی ہر طرح کی خیر، برکت مقدر فرمائے، طلبہ کو علمِ نافع عطا فرمائیں، اَساتذہ کے علوم میں برکتیں عطا

فرمائیں، منتظمین اور معاونین سب کو جزائے خیر عطا فرمائیں، پورے علاقہ پر رحمتوں کا نزول فرمائیں، تمام مدارسِ دینیہ، معاہد دینیہ کی پوری طرح سے حفاظت فرمائیں، تا قیامت اِس کو جاری رکھنے کے فیصلے فرمائیں، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ